27068-کیا مظلوم ظالم کی لاعلمی میں اپنا حق لے سکتا ہے؟

سوال

میں ہمیشہ حلال کی حرص اور حرام سے اجتناب کرتا ہوں، میں ایک یہودی کی ملکیت تجارتی کمپنی میں ملازم ہوں، جس کی کئی ایک دوکانیں اور شاخیں ہیں، اس نے حکومت سے مال لینے کے لیے اچانک ان دوکانوں کو بند کردیا، اور بغیر کسی سبب کے ملازمین کو کام سے روک دیا اوران کی تنخواہیں بھی بند کردیں، صرف اپنے پاس پانچ اشخاص کو رہنے دیا میں بھی انہیں میں شامل ہوں، اوراس کے بعد ایک نئی دوکان کھول لی، پچھلی تنخواہیں نہیں ملیں، بلکہ ہمارے حقوق سے بھی بہت کم مقدار میں رقم ہمیں دی.
اس وقت دوکان بہت کامیاب چل رہی ہے لیکن وہ ہمیں رقم ادا نہیں کرتا، ہر وقت یہی کہتا ہے کہ میرے پاس رقم نہیں، تنخواہ نہ ملنے کی بنا پر ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑرہا ہے، کیونکہ ہمارا ذریعہ آمدن صرف یہی ہے، ملازمین میں سے میرے ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ ہم دوکان کی آمدن سے یومیہ تنخواہ لے لیا کریں، اور جب مہینہ کے آخر میں ہمیں تنخواہ ملے تو یہ تنخواہ دوکان کے اکاؤنٹ میں واپس کردیں گے، اوراس نے ایسا کرنا بھی شروع کردیا ہے، لیکن میں حرام سے ڈرتا ہوں، اوراس وقت مالی مشکلات سے بھی دوچار ہوں، میں نے سنا ہے کہ وہ ہمیں تنخواہ ادا کیے بغیر ہی ملازمت سے نکال رہا ہے، آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کو ہمارے لیے وضاحت کے ساتھ بیان کریں اور کچھ وعظ و نصیحت بھی کریں، ایک بار پھر میں اخلاص اورامانت کے ساتھ کام کررہا ہوں، لیکن وہ یہودی اورمنافق ہے؟

پسندیدہ جواب

علماء کرام کے ہاں یہ مسئلہ "مسئلۃ الظفر" کے نام سے موسوم ہے، اوراس میں علماء کرام کا اختلاف ہے.

بعض علماء کرام نے اپنے غصب شدہ حقوق ظالم سے لینے سے منع کیا ہے، اور بعض نے اس شرط کے ساتھ جائز کہا ہے کہ: وہ اپنے حق سے زیادہ نہ لے، اور ذلت و رسوائی اور سزا ملنے کا ڈر نہ ہو، اوردونوں قولوں میں سے صحیح بھی یہی ہے.

شیخ شنقیطی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اگر کوئی شخص آپ پر ظلم کرتے ہوئے آپ کا کچھ مال بغیر کسی شرعی وجہ سے چھین لے، اور آپ کے پاس اس کا کوئی ثبوت بھی نہ ہو، اور آپ اتنے ہی مال پر جتنا کہ آپ پر ظلم ہوا ہے برتری کی بنیاد پر قادر ہوجائیں، اس کے ساتھ آپ کو ذلت و رسوائی اور سزا سے بھی بچ رہے ہوں، تو کیا آپ اپنے حق جتنا مال لے سکتے ہیں یا نہیں؟

دو قولوں میں صحیح اور نصوص اورقیاس کے ظاہر پر زیادہ جاری یہی ہے کہ آپ بغیر کسی زیادتی کے اپنے حق جتنا لے سکتے ہیں؛ کیونکہ فرمان باری تعالی ہے:

{تو تم انہیں اتنی سزا دو جتنی تمہیں دی گئی تھی...}.الآیۃ

اور فرمان باری تعالی ہے:

{لہذا تم بھی ان پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی تم پر کی گئی ہے}.

اس قول کے قائلین میں ابن سیرین، اورابراہیم النخعی، سفیان، اور مجاھد وغیرہ رحمھم اللہ تعالی شامل ہیں.

اور علماء کرام کے ایک گروہ جن میں امام مالک، شامل ہیں کا کہنا ہے کہ :

ایسا کرنا جائز نہیں.

خلیل بن اسحاق مالکی نے اپنی مختصر میں ودیعت کے بارہ میں کہتے ہیں :

اسے کوئی حق نہیں کہ وہ اس میں سے اتنا رکھ لے جتنا اس پر ظلم ہوا ہے، اس قول کے قائلین نے مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے :

"جس نے آپ کے پاس امانت رکھی ہے اسے امانت واپس لوٹاؤ، اور جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی اس کے ساتھ تم خیانت نہ کرو" اھ

یہ حدیث –اگر یہ حدیث صحیح ہے تو– اس میں استدلال سے کوئی فرق نہیں پڑتا؛ کیونکہ جس نے اپنے حق جتنا لیا اور اس میں کچھ زیادتی نہ کرے اس نے خیانت کرنے والے کے ساتھ خیانت نہیں کی، بلکہ اس نے اپنے نفس کے ساتھ انصاف کیا ہے. جس نے اس کے ساتھ ظلم کیا تھا.

دیکھیں : اضواء البیان (353/3).

جیسا کہ ابوزرعہ عراقی رحمہ اللہ تعالی نے "طرح التثریب" میں نقل کیا ہے کہ : امام بخاری، اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کا قول یہی ہے.

دیکھیں : طرح التثریب (226/8).

اور امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے نقل کیا ہے کہ بعض تابعین کا بھی یہی قول ہے، اور ان میں سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کا نام بھی ذکر کیا ہے.

اور مانعین نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس نے تیرے پاس امانت رکھی تم اسے اس کی امانت واپس لوٹاؤ، اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی تم اس کے ساتھ خیانت مت کرو"

جامع ترمذی حدیث نمبر (1264) سنن ابوداود حدیث نمبر (3535) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے السلسلۃ الصحیحۃ (423) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے.

لھذا آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ آپ کام کے مالک یہودی کے مال سے اپنا حق لے لیں، لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے حق سے زیادہ نہ لیں، اور آپ کو اس کا خدشہ نہ ہو کہ آپ کے معاملے کا انکشاف ہوجائے گا، اور اسلام کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے، کیونکہ آپ لوگوں کے سامنے اپنا حق ثابت نہیں کرسکتے، اور اگر اس کے بعد وہ یہودی آپ کو آپ کا پورا یا کچھ حق ادا کر دے، تو آپ کو اپنے حق سے وصول شدہ زیادہ رقم واپس کرنا ہوگی.

واللہ اعلم.